Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 01, Issue 01, January-June 2022, PP: 53-68
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v1i01.1382
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

اسلامی فقہ اکیڈمی (انڈیا) کی علمی خدمات اور معاشرتی اثرات

Islamic Fiqh Academy (India) academic contribution and social impact

Tumazir Fatma
Lecturer, Punjab group of colleges, Johar Town, Lahore.

Abstract

Islamic Fiqh Academy India is an institution which is the best academy in the whole world including India regarding modern issues. It is done through unity. The rapidity and efficiency of mass media has also attracted the scholars and jurists towards the use of these sources, so they also adopt the method of solving the problems of some aliases. Or the method of direct people was also adopted by the jurists considering the changing needs and circumstances.
The effects of Islamic Fiqh Academy are both academic and social. The avenues of ijtihad in many modern issues have been opened by this academy and the path of collective ijtihad has been made easy for the people of jurisprudence.
In this article, the services and academic and social effects of the Islamic Fiqh Academy will be described.

Keywords

Islamic Fiqh Academy, India, Academic, contribution, Social Impact.

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

1. اسلامی فقہ اکیڈمی کے قیام کی ضرورت واہمیت

ہندوستان کے مخصوص پس منظر میں علمائے ہند نے اس بات کی اشد ضرورت محسوس کی کہ کوئی ایسا فعال اور منظم ادارہ ہونا چاہیے جو جدید تہذیب و تمدن اور احوال و ظروف کی صورت میں پیدا شدہ مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں پیش کر سکے۔ اسلامی فقہ اکیڈمی 'انڈیا کے قیام کی ضرورت واہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے مولانا خالد سیف اللہ لکھتے ہیں:

> ''یہ دونوں ادارے نئے مسائل کے حل میں فعال کردار اس لیے ادا نہیں کر پائے کہ دوسرے بڑے اداروں یا تنظیم کے ساتھ ان کی حیثیت ضمنی اداروں کی تھی 'اور اس کوشش کا دائرہ ادارہ کے متعلقین و متفقین تک محدود تھا' اس لئے پیش آنے والے مسائل کی تیز گامی اور کثرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے محسوس کیا گیا کہ خاص اس مقصد کے لیے ایک مستقل ادارہ ہو' تاکہ اس کام میں تسلسل باقی رہے اور مختلف الفکر اہل علم کو اکٹھا کر کے زیادہ وسعت کے ساتھ غور و فکر کیا جاسکے' اسی پس منظر میں حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی رحمہ اللہ نے ۱۹۸۹ء میں اسلامک فقہ اکیڈمی کی بنیاد رکھی' جس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے پورے خطے میں ایک نئی علمی امنگ' ذوق تحقیق' اعتدال فکر اور فقہی تحریک کو وجود بخشا' اکیڈمی کے فقہی مجلات جن کی پوری دنیا میں تحسین کی جارہی ہے اور جن کے حوالہ سے اہل علم اپنی تحقیقات کو پیش کر رہے ہیں' اس کے شاہد عدل ہیں۔''[1]

1.1 محل وقوع

اسلامی فقہ اکیڈمی کا دفتر نیو دہلی 'انڈیا میں ہے۔ اس کا پوسٹل ایڈریس (Postal Address) درج ذیل ہے:

پوسٹل ایڈریس: پوسٹ بکس نمبر ۹۷۴۶' ۱۶۱-F' جوگہ بائی، جامعہ نگر 'نیو دہلی۔ ۱۱۰۰۲۵

فون نمبر: ۰۰۹۱۱۱-۲۶۹۸۱۷۷۹

ٹیلی فیکس: ۰۰۹۱۱۱-۲۶۹۸۱۷۷۹

رجسٹریشن نمبر: ۹۰/۲۰۱۷/۴/۴۶۹۵

اِی میل: ifa@vsnl.net

ویب سائیٹ: http://ifa-india.org

1.2 علمی و تحقیقی سرگرمیاں

اکیڈمی کی علمی و تحقیقی خدمات کا دائرہ کئی میدانوں میں پھیلا ہوا ہے 'مثلاً فقہی کتب کے ترجمے اور اشاعت' فقہی مقالات کی ترتیب' فقہی مخطوطات کی تحقیق' نئے مسائل پر غور و فکر اور شرعی رہنمائی' افراد کی تربیت' فقہی سیمیناروں اور تربیتی کیمپوں کا انعقاد وغیرہ۔

1.3 تربیتی کورس

جدید علمائے مدارس کے حصول کے لیے اکیڈمی نے تربیتی پروگرام کا آغاز کرتے ہوئے باصلاحیت فضلاء کے لیے دو سالہ تربیتی کورس کا ایک کامیاب تجربہ کیا۔ انٹرویو کے ذریعے منتخب ہونے والے طلبہ کو قیام و طعام کی تمام سہولیات کے علاوہ اسکالر شپ (وظائف) بھی دیے گئے اور دو سالہ کورس کے دوران انہیں مختلف موضوعات پر مطالعہ و تحقیق اور نئے مسائل کے حل کی تلاش و جستجو کی فکر دی گئی۔

1.4 فقہی ورکشاپ

اکیڈمی نے مقاصد شریعت کے موضوع پر منتخب فضلاء کا پانچ روزہ دورہ ورکشاپ سال ۲۰۰۳ء اور ۲۰۰۵ء میں منعقد کیا' جس میں بیرون ہند سے بھی ممتاز عرب علماء شریک ہوئے اور مقاصد شریعت کے موضوع پر قیمتی محاضرات پیش کیے۔ اس کا مجموعہ مقاصد شریعت کے عنوان سے کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے اور اس کی سی۔ڈی بھی موجود ہے۔

1.5 جدید علوم پر مدارس میں محاضرات

مدارس دینیہ کے ذہین طلبہ کی ہمہ جہت علمی و فکری تربیت کے لیے ملک کے بڑے منتخب مدارس میں سماجیات' سیاسیات' نفسیات' اقتصادیات' ماحولیات اور میڈیا و صحافت جیسے دیگر عصری موضوعات پر یونیورسٹیز (Universities) کے اساتذہ کے متعدد لیکچرز کرائے گئے جن سے طلبہ نے بہت فائدہ اٹھایا۔

1.6 تربیتی کیمپس

دینی مدارس کے فائق طلبہ کے لیے اکیڈمی کی جانب سے تربیتی کیمپس منعقد ہوتے رہے ہیں۔ ہر کیمپ میں ہندوستان کے مختلف مدارس سے شریک ہونے والے ڈھائی تین سو کی تعداد میں فائق طلبہ نے عصری موضوعات پر ہونے والے محاضرات اور متنوع پروگراموں سے فائدہ اٹھایا۔ یکم تا ۳ ستمبر ۱۹۹۲ء مدرسہ امداد العلوم پسونڈہ' غازی آباد میں پہلا کیمپ' یوپی کے شہر 'بستی' میں واقع مشہور دینی ادارہ دار العلوم الاسلامیہ کے اندر جون ۱۹۹۳ء میں پانچ روزہ دوسرا کیمپ اور ۲۲ تا ۲۵ ستمبر ۱۹۹۳ء کو مدرسہ امداد العلوم غازی آباد میں تیسرا کیمپ لگایا گیا۔ چوتھا دو روزہ کیمپ مؤرخہ ۲ تا ۱۳ اپریل ۲۰۰۰ء دار العلوم وقف دیوبند میں اوقاف کے

موضوع کے تحت منعقد ہوا۔

1.7 تحقیق مخطوطات

ہندوستان کی مختلف لائبریریوں میں قدیم 'نایاب اور انتہائی قیمتی فقہی ذخیرے موجود ہیں' ان کی دریافت اور تحقیق و ایڈٹنگ (Editing) کے بعد ان کی اشاعت سے جہاں اس سرمایہ کی افادیت سامنے آئے گی وہاں اور نئے مسائل کے حل میں بھی ان سے تعاون ملے گا۔ چنانچہ اکیڈمی نے اس سمت قدم بڑھاتے ہوئے ہندوستان کی مختلف اہم لائبریریوں کا سروے کیا اور چھٹی صدی کے مشہور عالم وفقیہ امام برہان الدین مرغینانی کے دو نایاب مخطوطے 'مختارات النوازل' اور 'التجنیس والمزید' منتخب کر کے ان کی تحقیق وتعلیق کا کام انجام دیا۔

1.8 تراجم کتب

اہم فقہی کتابوں نیز مختلف فقہی اکیڈمیوں کے فیصلوں اور فقہی انسائیکلوپیڈیاز کو اردو زبان میں پیش کرنا بھی اکیڈمی کے مقاصد میں شامل ہے' چنانچہ کویت سے شائع ہونے والے ضخیم فقہی انسائیکلوپیڈیا کی ۴۴ جلدوں کے اردو ترجمہ کی تکمیل 'المجمع الفقہ الإسلامی' مکۃ المکرمۃ' کے فیصلوں کا اردو ترجمہ 'نیز انٹرنیشنل اسلامک فقہ اکیڈمی' جدہ کے فیصلوں کی اشاعت کتابی صورت میں ہو چکی ہے۔ یورپین افتاء کمیٹی کے فتاوی کے اردو ترجمہ کی اشاعت زیر غور ہے۔ اس کے علاوہ جدید فقہی موضوعات پر متعدد کتابوں اور مقالات کے اردو ترجمے اکیڈمی پہلے ہی شائع کر چکی ہے۔ اردو سے عربی میں ترجمے کے بعد جن موضوعات پر عربی کتابیں زیر طبع ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

جبری شادی	مسلم غیر مسلم تعلقات	امن عالم اور اسلام
بحوث فقہیہ	قضایا معاصرہ	

1.9 اسلامی مالیاتی ادارہ

سود کے شکنجے میں جکڑی اس دنیا کو اسلام کے عادلانہ نظام رحمت کے تحت لانے کے لیے اکیڈمی نے غیر سودی بینکاری یا اسلامی مالیاتی ادارے کے خاکہ کی تیاری کی بھی ذمہ داری اٹھائی ہے۔ اکیڈمی کی جانب سے تشکیل کردہ علماء وماہرین بنکاری کمیٹی نے مختلف مراحل میں متعدد مجالس کے ذریعہ اس کے فنی و قانونی پہلوؤں کا جائزہ لیا۔ سوالات مرتب کر کے علماء کرام سے جوابات حاصل کئے اور ہندوستان کے پس منظر میں اسلامی مالیاتی ادارہ کے قیام کے امکانات اور درپیش دشواریوں پر ایک مفصل رپورٹ پیش کی۔ اس ضمن میں کوششیں تاحال جاری ہیں۔

1.10 دار الافتاء

اکیڈمی میں قائم شعبہ دار الافتاء کے ذریعہ عالم اسلام کو روز مرہ پیش آنے والے سماجی'معاشی اور عائلی مسائل نیز ملک و بیرون ملک سے مختلف زبانوں میں آنے والے استفتاء کا شرعی نقطہ نظر سے تشفی بخش جواب دیا جاتا ہے۔

1.11 لائبریری

پانچ ہزار کتابوں پر مشتمل اکیڈمی کی لائبریری میں مراجع کی اہم کتابوں میں تفسیر'حدیث'فقہ واصول فقہ'لغات کے علاوہ فقہ حنبلی'مالکی'شافعی اور فقہ حنفی سے متعلق قیمتی کتب کے علاوہ دیگر مجامع فقہیہ کے مقالات ومباحث اور اہم رسائل موجود ہیں۔[2] اکیڈمی نے جس کام کا بیڑا اٹھایا ہے اس کے لیے یہ لازم ہے کہ کتابوں کی اس تعداد کو اب ہزاروں سے نکل کر لاکھوں کے ہندسوں میں داخل ہونا چاہیے۔ پانچ ہزار کتابیں کچھ بھی نہیں ہیں۔ اتنی کتابیں تو آج کل ایک عالم دین کی ذاتی لائبریری میں بھی ہوتی ہیں۔ اکیڈمی کو چاہیے کہ وہ عالم عرب میں بالخصوص اور عالم اسلام میں بالعموم مختلف تحقیقی موضوعات پر شائع ہونے والے مقالہ جات اور کتب کے جمع کرنے کو بھی اپنے باقاعدہ اہداف میں شامل کرے۔

1.12 فقہی سیمینارز

اکیڈمی کا پہلا سمینار ہندوستان میں اپنی نوعیت کا پہلا فقہی سیمینار تھا'جس کی زبردست پذیرائی ہوئی۔ ملک وبیرون ملک کے اصحاب افتاء وعلماء کرام نے پوری وسعت قلبی کے ساتھ اکیڈمی کے سمیناروں کے لیے علمی تعاون پیش کیا۔ یہ سیمینار پابندی کے ساتھ ملک کے مختلف حصوں میں منعقد ہو رہے ہیں اور ان کے علمی وزن اور افادیت میں روز بروز اضافہ ہو تا جارہا ہے۔ گزشتہ چودہ سمیناروں کی مختصر تفصیل بیان کرتے ہوئے اکیڈمی کے سیکرٹری جنرل مولانا خالد سیف اللہ لکھتے ہیں:

> اکیڈمی نے اپنی پندرہ سالہ عمر کے مختصر عرصہ میں چودہ سیمینار منعقد کئے ہیں' اور ان سیمیناروں میں مجموعی اعتبار سے ۲۶ موضوعات زیر بحث آئے... ان میں سے سات وہ ہیں جن میں قطعی فیصلہ کو ملتوی رکھا گیا ہے اور مختلف موضوعات کی بارہ شقوں میں فیصلے اختلاف رائے سے ہوئے ہیں' باقی فیصلے باتفاق رائے کیے گئے ہیں' یہ قراردادیں سیمیناروں کی ترتیب سے بھی نیز فقہی ترتیب سے بھی شائع ہو چکی ہیں' ان سیمیناروں میں جو مقالات پیش کیے گئے ہیں' ان کی تعداد دو ہزار کے قریب ہے اور ہندوستان کے مختلف علاقوں سے جن اہل علم اور اصحاب افتاء نے شرکت کی ہے مجموعی طور پر ان کی تعداد ساڑھے پانچ سو سے زیادہ ہے' بیرون ملک سے سیمیناروں میں شرکت کرنے والے فضلاء کی تعداد تقریباً پینتیس

ہے' جن کا تعلق دنیا کے بیس ملکوں سے ہے' اب تک ان سیمیناروں کے مقالات پر مشتمل بیس مجموعے شائع ہو چکے ہیں' جو بحثیت مجموعی تقریباً ۲۱ ہزار صفحات پر مشتمل ہیں۔[3]

1.13 مطبوعات

اکیڈمی کی جانب سے اب تک ۷۰ سے زائد اہم علمی و فقہی کتابیں مختلف زبانوں میں شائع ہو چکی ہیں' جن میں فقہی سیمیناروں کے مباحث و مقالات' روداد اور تجاویز پر مشتمل دستاویزی حیثیت رکھنے والے ضخیم مجلات کے علاوہ مدارس لیکچرز سیریز کے متعدد کتابچے نیز عربی' اردو' انگریزی' ہندی اور ملیالم زبانوں میں اہم فقہی فیصلے شامل ہیں۔ اکیڈمی کی اکثر اردو کتابیں پاکستان سے شائع ہو چکی ہیں' اور اس کی چند اہم عربی کتابیں بیروت سے بھی شائع ہو چکی ہیں۔ اس کی ایک اہم کتاب 'ولایت نکاح' انگریزی میں بیرون ملک سے شائع ہو چکی ہے۔ اکیڈمی نے کئی ایک عالمی زبانوں مثلاً عربی' انگریزی' اردو اور ہندی وغیرہ میں اپنا تحقیقی کام شائع کیا ہے۔ ذیل میں اکیڈمی کی مطبوعات کی ایک فہرست بیان کی جارہی ہے۔

1.14 مختلف علمی منصوبے

مذکورہ متنوع اور مفید سرگرمیوں کے علاوہ اکیڈمی کے پیش نظر کئی اہم علمی و تحقیقی منصوبے بھی ہیں' جن کی اہمیت و افادیت کے مد نظر اکیڈمی ان کی تکمیل کے لیے کوشاں ہے۔ یہ منصوبے درج ذیل ہیں:

1. تمام مجلات کی آسان زبان میں جامع مختصر تلخیص۔
2. مقاصد شریعت کے موضوع پر ورکشاپ۔
3. دینی مدارس کے اساتذہ فقہ کے لیے متنوع فکری مذاکرے۔
4. عربی مدارس کے فائق طلبہ کے لیے نئے تربیتی کیمپس۔[4]
5. عصری تعلیمی اداروں کے مسلم طلبہ کے لیے دینی موضوعات پر لیکچرز کا اہتمام۔
6. تیار شدہ متعدد مسودات کی اشاعت۔
7. فقہی سیمیناروں میں پیش کیے گئے مقالات کی مختلف زبانوں میں ترجمہ و اشاعت۔
8. عربی مدارس کے طلبہ کے لیے بین المدارس فقہی مذاکرے۔
9. جدید اہم موضوعات پر فقہی ورکشاپ اور سمپوزیم کا انعقاد۔[5]

1.15 اردو ترجمہ موسوعہ فقہیہ

وزارت اوقاف کویت کے شائع کردہ فقہی انسائیکلوپیڈیا کی ۴۴ ضخیم جلدوں کو اکیڈمی نے اردو میں منتقل کرنے کی ذمہ داری سنبھالی ہے۔ ملک کے مستند و باصلاحیت علماء کے ذریعہ کافی اہتمام و اہمیت کے ساتھ اس کی اکتالیس جلدوں کا ترجمہ و کمپوزنگ کا کام مکمل کرلیا گیا ہے' نیز ان پر نظر ثانی اور نظر نہائی بھی ہو چکی ہے۔ بیالیسویں جلد کا ترجمہ جاری ہے۔ پہلی تین جلدیں طباعت کے لیے پریس جاچکی ہیں۔

2. اکیڈمی کا تحقیقی منہج و طریقہ کار

کسی موضوع پر تحقیق کے لیے اکیڈمی نے اپنے منہج کو کئی ایک مراحل میں تقسیم کررکھا ہے جو درج ذیل ہیں:

2.1 پہلا مرحلہ

کسی موضوع پر تحقیق کے لیے پہلا مرحلہ موضوع کے انتخاب کا ہوتا ہے۔ اسلامی فقہ اکیڈمی اپنے لیے تحقیق کے موضوعات کیسے منتخب کرتی ہے' اکیڈمی کے سکرٹری جنرل مولانا خالد سیف اللہ رحمانی حفظہ اللہ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

> سب سے پہلا مرحلہ سیمینار کے لیے زیر بحث آنے والے موضوعات کے انتخاب کا ہے' اس کے لیے سیمینار میں شریک ہونے والے حضرات سے آئندہ سیمینار کے لیے تحریری رائے لی جاتی ہے' اب تک مختلف سیمیناروں میں جو آراء آئی ہیں' اس کی مکمل فہرست مرتب کردی گئی ہے' اکیڈمی کی مجلس علمی بھی عنوانات کے سلسلہ میں اپنا مشورہ پیش کرتی ہے' جس میں پورے ملک سے ممتاز اہل قلم اور اہل علم شامل ہوتے ہیں' پھر مجلس منتظمہ ان تمام آراء کو سامنے رکھ کر اور عالمی اور ملکی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے آئندہ سیمینار کے لیے موضوعات کا انتخاب کرتی ہے' کوشش کی جاتی ہے کہ یہ موضوعات مختلف شعبہ ہائے زندگی سے متعلق اور موجودہ ضروریات سے زیادہ مطابقت رکھنے والے ہوں۔[6]

2.2 دوسرا مرحلہ

دوسرے مرحلے میں موضوع کے انتخاب کے بعد اس سے متعلق ایک استفتاء مرتب کیا جاتا ہے اور پھر ہندوستان میں موجود مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے جلیل القدر علماء سے اس مسئلے میں بذریعہ استفتاء ان کی آراء وصول کی جاتی ہے۔ اس مرحلے کے بارے میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں:

> اب اس موضوع سے متعلق قابل بحث نکات پر مشتمل سوالنامہ اکیڈمی کے سکریٹریز میں سے کوئی ایک مرتب کرتا ہے' پھر جنرل سکریٹری برائے سیمینار اس سوالنامہ کو مزید منقح اور واضح کرنے کی کوشش

کرتے ہیں' اس کے بعد اسے اکیڈمی کے ارکان انتظامی (جو سترہ ہیں اور سبھی معروف اصحاب علم اور اہل نظر میں سے ہیں) کے پاس غور مکرر کے لیے بھیجا جاتا ہے' اور ان کی آراء کی روشنی میں اسے آخری صورت دی جاتی ہے' اب یہ سوالنامہ ملک و بیرون ملک کے فقہاء اور ارباب افتاء اور اسکالرز کے پاس بھیجا جاتا ہے اور سوال کا تعلق کسی جدید سائنسی ایجاد یا سماجی و معاشی مسئلہ سے ہو تو اس کے عملی اور سائنسی پہلو پر ان شعبوں کے ماہرین سے مقالات لکھوائے جاتے ہیں اور یہ مقالات اگر انگریزی میں ہوں تو ان کا اردو ترجمہ کرایا جاتا ہے اور یہ بھی علماء و ارباب افتاء کے پاس بھیجا جاتا ہے' تاکہ صورت مسئلہ پوری طرح واضح ہو جائے اور وہ اس کی تفصیلات سے واقف ہو جائیں' ہندوستان میں اہل سنت کے تمام مکاتب فکر سے متعلق اہم درسگاہوں کے ارباب افتاء، نیز ان کی تمام شخصیتوں کے نام یہ دعوت نامہ جاتا ہے' جو تصنیف و تالیف' تدریس' قضایا یا اور کسی جہت سے فقہ سے مربوط ہوں۔7

2.3 تیسرا مرحلہ

تیسرے مرحلے میں اہل علم سے حاصل شدہ فتاوی و مقالات کی تہذیب و تنقیح کے بعد ان کی آراء کا ایک خلاصہ تیار کیا جاتا ہے اور شرکائے سیمینار میں ان کو پہلے ہی سے تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ مولانا خالد سیف اللہ حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

> اہل علم کی طرف سے جو مقالات آتے ہیں' ان کی بڑی تعداد ہوتی ہے' اس لیے اکیڈمی کے شعبہ علمی کے رفقاء ان مقالات کی اس طرح تلخیص کرتے ہیں کہ ہر مسئلہ میں تمام مقالہ نگاروں کی رائے آجائے' اگر اتفاق ہو تو متفقہ رائے اور اختلاف ہو تو اختلاف رائے کا اظہار کیا جائے اور مقالہ نگاروں نے کتاب و سنت سے جو استدلال اور فقہاء کی عبارتوں سے جو استشہاد پیش کیا ہو' اختصار کے ساتھ اس کا بھی ذکر ہو' اس تلخیص کو شرکاء کو سیمینار کے موقع پر تقسیم کیا جاتا ہے' تاکہ انہیں بحث کرنے میں سہولت ہو۔8

2.4 چوتھا مرحلہ

چوتھے مرحلے میں ایک 'عارض' کا تقرر کیا جاتا ہے جو موصول شدہ تمام آراء کے نکات کو مرتب کرتے ہیں' ان کے دلائل کا اختصار سے تذکرہ کرتے ہوئے ان کے باہمی اختلاف کو نمایاں کرتے ہیں اور ایک رائے کو ترجیحاً منتخب کرتے ہیں۔ مولانا خالد سیف اللہ لکھتے ہیں:

پھر موضوع کے مختلف پہلوؤں کے لیے مقالات کی معنوی کیفیت کو سامنے رکھتے ہوئے "عارض" مقرر کیا جاتا ہے' اس پہلو سے متعلق تمام مقالات کی فوٹو کاپی انھیں فراہم کی جاتی ہے' وہ ان مقالات میں پیش کیے ہوئے نقاطِ نظر کو مرتب کرتے ہیں اور جو دلائل آئے ہیں ان کا ذکر کرتے ہیں اور پھر کسی ایک نقطہ نظر کو ترجیح دیتے ہوئے اس کے دلائل اور وجوہ کا ذکر کرتے ہیں۔9

2.5 پانچواں مرحلہ

پانچویں مرحلے میں شرکائے سیمینار اپنے مطالعہ 'مقالات کی تلخیص اور 'عارض' کی بحث کو سامنے رکھتے ہوئے اظہار خیال کرتے ہیں۔ مولانا خالد سیف اللہ لکھتے ہیں:

اب شرکائے سیمینار خود اپنی تحقیق و مطالعہ 'مقالات کی تلخیص اور عارض کی بحث کو سامنے رکھتے ہوئے اظہار خیال کرتے ہیں اور تمام ہی شرکاء کو بحث میں حصہ لینے کی اجازت حاصل ہوتی ہے' اور اس کے لیے خاصہ وقت دیا جاتا ہے' یہ بحث ریکارڈ کے ذریعے ٹیپ بھی کی جاتی ہے اور ایک صاحب علم کو اسی کام کے لیے متعین کیا جاتا ہے کہ وہ مباحثہ کے درمیان آنے والے تمام نکات کو نوٹ کرتے جائیں' اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ پوری بحث نہایت ہی سنجیدہ اور ٹھنڈے ماحول میں حق اور سچائی کو حاصل کرنے کے جذبہ سے باہمی احترام کی رعایت کے ساتھ ہوتی ہے اور اختلاف رائے کی وجہ سے کبھی کوئی ناخوشگواری پیدا نہیں ہوتی۔ اس موقع سے صورت مسئلہ کو واضح کرنے کی ذمہ داری ماہرین کو دی جاتی ہے اور اسی زیر بحث موضوع کی مناسبت سے چند ماہرین بھی سیمینار میں شریک ہوتے ہیں' انھیں حکم شرعی کے بارے میں اظہار خیال کی اجازت نہیں ہوتی' کیونکہ یہ علماء اور ارباب افتاء کا حق ہے۔10

2.6 چھٹا مرحلہ

شرکائے سیمینار کے اظہار خیال کے بعد ایک ذیلی کمیٹی بنادی جاتی ہے جو ان آراء کے اتفاقی اور اختلافی پہلوؤں کو نمایاں کرتی ہے اور باہمی اتفاق رائے سے طے ہونے والی جزئیات کو مرتب کرتی ہے۔ مولانا خالد سیف اللہ لکھتے ہیں:

بحث مکمل ہونے کے بعد اس مسئلہ پر تجویز مرتب کرنے کے لیے ایک سب کمیٹی بنادی جاتی ہے' اس کمیٹی کے انتخاب میں اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ یا تو انھوں نے اس موضوع پر بہتر مقالہ لکھا ہو یا نمایاں طور پر بحث میں حصہ لیا ہو یا ان کو فتوی نویسی کا قدیم تجربہ ہو' اگر بحث کے دوران اتفاق رائے نہیں ہو سکا تو کمیٹی میں دونوں آراء کے حامل نمائندہ افراد کو شامل کیا جاتا ہے' اب یہ کمیٹی مقالات اور بحث کے

دوران آنے والے نکات کو سامنے رکھتے ہوئے مزید تبادلہ خیال کے بعد تجویز کو سیمینار کے مندوبین کی عمومی مجلس میں پیش کیا جاتا ہے اور بعض اوقات اس مرحلہ میں جزوی ترمیمات کی جاتی ہیں' نیز سب کمیٹی کی مرتب کی ہوئی تجویز لوگوں پر مسلط نہیں کی جاتی' جس تجویز پر اتفاق ہوا ہے اسے متفقہ حیثیت سے ذکر کیا جاتا ہے' جس میں شرکاء کی غالب ترین اکثریت کی ایک رائے ہو اور ایک دو اشخاص کو اختلاف ہو' ان میں پہلی رائے کا بحثیت تجویز ذکر کرتے ہوئے اختلاف رکھنے والے حضرات کے نام اور نقطہ نظر کے حاملین کی مناسب تعداد ہو تو تجویز میں اختلاف رائے کا ذکر کرتے ہوئے دونوں نقاطِ نظر کو مساویانہ حیثیت میں بیان کیا جاتا ہے اور ہر رائے کے قائلین میں معروف' نمایاں اور اہم شخصیتوں کا بھی ذکر دیا جاتا ہے' اور جس طرح تجاویز سیمینار میں پیش کی جاتی ہیں بعینہ اسی طرح اسے طبع کیا جاتا ہے۔ یہ ہے اکیڈمی کا وہ محتاط' منصفانہ اور شورائی طریقہ غور و فکر جو احکام شرعیہ کے حل کرنے میں اختیار کیا جاتا ہے' اسی لیے ہمیشہ اس اکیڈمی کو اکابر علماء ہند کی شفقت وعنایت حاصل رہی ہے۔ 11

اس وقت دنیائے عالم اسلام کی اکثر مجمعات' چاہے وہ مجمع البحوث الإسلامية ہو یا ہیئة کبار العلمائ' المجمع الفقهي الإسلامي ہو یا یورپین کونسل برائے إفتاء و تحقیق' ان سب کا منہج تحقیق و افتاء یہی ہے کہ وہ کسی خاص مذہب کے دائرے میں محدود رہتے ہوئے اجتماعی اجتہاد نہیں کرتے بلکہ صحابہ رحمہم اللہ' تابعین رحمہم اللہ اور جمیع فقہاء کی آراء کو فقہ اسلامی شمار کرتے ہوئے اس سے مساوی طور پر استفادہ کرتے نظر آتے ہیں۔ اس لیے ان مجمعات کے فتاوی کو ہم 'فقہ اسلامی' کے فتاوی سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔ فقہ اکیڈمی' انڈیا کے اجتماعی فیصلوں' جدید فقہی مباحث' کی روشنی میں یہ صورت حال تاحال مخدوش نظر آتی ہے۔ وہاں اجتماعی اجتہاد ایک مخصوص فقہی مذہب کے دائرے میں ہی ہو رہا ہے۔ بہر حال مجاہد الاسلام قاسمی حفظہ اللہ کا یہ بھی بہت بڑا امتیاز ہے کہ انہوں نے برصغیر پاک وہند کے تقلیدی جمود میں' کہ جہاں ہر طرف 'اجتہاد کا دروازہ بند ہے' کی صدائیں سنائی دیتی ہیں' ایک مخصوص مذہب میں ہی سہی لیکن اجتماعی اجتہاد کا ایک ادارہ تو قائم کیا اور اس پر بھی مستزاد حنفی طبقہ میں تلفیق بین المذاہب کی اہمیت و ضرورت کا احساس بیدار کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہمارے خیال میں فقہ اکیڈمی کو تلفیق بین المذاہب کے بعد إفتاء و اجتہاد کے عالمی منہج یعنی فقہ اسلامی سے مساوی استفادے کی طرف آنا چاہیے اور حنفی' اہل حدیث تعصب' فرقہ واریت' رد عمل اور مخاصمت سے بالاتر ہو کر عالم اسلام کی بقیہ مجمعات کی مانند 'فقہ اسلامی' کی تدوین کی طرف ایک قدم بڑھانا چاہیے۔

3. اہداف و مقاصد

اس ادارہ کے اہداف و مقاصد حسب ذیل ہیں۔

- موجودہ دور کی معاشی، معاشرتی، سیاسی و صنعتی تبدیلیوں اور جدید ترقی کے نتیجے میں پیدا ہونے والی دشواریوں کا اسلامی قانون کے مطابق قرآن وسنۃ، آثار صحابہ، اور ائمہ مجتہدین، وسلف صالحین کی تشریحات کی روشنی میں حل تلاش کرنا۔
- جدید عہد میں پیدا ہونے والے مسائل یا ایسے مسائل جو بدلتے ہوئے حالات میں بحث و تمحیص کے متقاضی ہیں فقہ اسلامی کے اصول کی روشنی میں اجتماعی تحقیق کے ذریعہ ان کا حل تلاش کرنا۔
- مصادر فقہ، قواعد وکلیات، اور فقہی نظریات کی تشریح اور اس عہد میں اس کی تطبیق کے موضوع پر تحقیق کرنا۔
- عصری تقاضوں کی روشنی میں فقہی موضوعات پر تحقیق وریسرچ کرنا۔
- جدید پیش آمدہ مسائل میں محقق علماء اور مستند دینی اداروں سے ذمہ دارانہ تحریریں اور فتاوی حاصل کر کے عام مسلمانوں کو باخبر کرنا۔
- ملک وبیرونی ملک کے تمام فقہی و تحقیقی اداروں سے رابطہ قائم کرنا، باہم ایک دوسرے کی علمی کاوشوں سے باخبر رہنا اور ان سے استفادہ کرنا۔
- فقہی موضوعات پر کئے گئے کاموں کا انڈکس تیار کرنا۔
- ملک کے مستند اداروں اور اشخاص کی طرف سے جاری ہونے والے وہ فتاوی وتحقیقات جن کی حیثیت علمی اور فقہی ورثے کی ہے، ایسے مطبوعہ وغیر مطبوعہ فتاوے وتحقیقات کا انتخاب، اور ان کو عصری اسلوب میں مرتب کر کے پیش کرنا۔
- موجودہ اقتصادی، سماجی، طبی نیز مختلف ممالک اور علاقوں کے عرف ورواج، ماحولیات وعمرانیات کے میدان میں ملک و بیرون ملک میں پیدا ہونے والی دشواریوں اور ان موضوعات پر کی گئی تحقیقات کے نتائج سے واقف کرانا۔
- قوانین شرع اسلامی کے بارے میں مختلف حلقوں کی طرف سے پیدا کی جانے والی غلط فہمیوں اور غلط تعبیرات کا جائزہ، اور ان کے بارے میں صحیح نقطہ نظر پیش کرنا۔
- جدید سوالات اور اسلام کو درپیش چیلنج کے حل پر مشتمل ایسا لٹریچر تیار کرنا جو عصری اسلوب سے ہم آہنگ ہو۔
- نئے باصلاحیت علماء کی صلاحیت کو علمی و تحقیقی رخ دینا اور ان کی حوصلہ افزائی کر کے علم و تحقیق کا ماحول ساز گار کرنا، اور پختہ علمی ذوق رکھنے والے علماء اور اہل دانش کو باہم مربوط کرنے کی کوشش کرنا۔
- مدارس اسلامیہ سے فارغ ہونے والے ذہین اور باصلاحیت فضلاء کو ضروری عصری علوم میں، اور یونیورسٹیز سے فارغ ہونے والے ذہین اور باصلاحیت افراد کو دینی اور فقہی علوم میں مناسب معلومات فراہم کرنے کے لئے ضروری انتظام کرنا۔
- مختلف مسالک کے علمی وفقہی ذخیرہ سے استفادہ کا رجحان پیدا کرنا۔

مندرجہ بالا اغراض و مقاصد کے تحت سیمینار و سمپوزیم منعقد کرنا، اسٹدی ٹیم بنانا، تربیتی و فقہی کیمپ منعقد کرنا اور علمی و تحقیقی ادارے قائم کرنا، نیز اپنے وسائل کے مطابق تمام وہ کام کرنا جو ان اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے مفید اور مناسب ہوں۔[12]

4. معاصر طبّی مسائل کے حل میں فقہ اکیڈمی کی کوششیں

بیسویں صدی میں عقل انسانی نے جو طبی تحقیقات پیش کی ہیں وہ اپنے آپ میں بہت منفرد اور نمایاں ہیں، صنعتی انقلاب کے بعد سائنسی ایجادات نے دنیا پر جو اثرات ڈالے اور ہر میدان میں ترقی ہونے لگی جس میں طب کا میدان بھی ہے اس کے نتیجہ میں بہت سے سوالات پیدا ہوئے، چنانچہ علماء شریعت نے دنیا کے مختلف حصوں میں اجتماعی طور پر ان تمام مسائل کے سلسلہ میں فقہ اکیڈمیوں کے ذریعہ غور و خوض کا سلسلہ شروع کیا اور اپنی معلومات کی حد تک ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اجتماعی رائے کے ذریعہ ان پر ایک مشترکہ موقف بھی اختیار کیا۔ اسلامک فقہ اکیڈمی کے سامنے جو طبی مسائل زیر بحث آئے ان میں کلوننگ، ڈی این اے ٹیسٹ، جنیٹک سائنس، انقلاب ماہیت، جلاٹین، پلاسٹک سرجری، سروگیسی، برتھ کنٹرول، اعضاء کی پیوندکاری، ایڈس، ٹیسٹ ٹیوب بے بی، قتل بجذبہ رحم، موت دماغ اور اس جیسے متفرق مسائل سامنے آئے۔

4.1 طبی مسائل پر اکیڈمی کا رجحان و رائے

طبی مسائل پر غور کرنے کے سلسلہ میں اکیڈمی کا منہج یہ رہا کہ اس نے معالجین واطباء سے رجوع کیا، ملک کی مختلف جامعات کے اساتذہ نیز طب یونانی کے ماہرین سے بھی استفادہ کیا، تصویر مسئلہ کیلئے یعنی موضوع کے اہم پہلوؤں کی وضاحت و تفصیل جاننے کے لئے ان کو طلب کیا، ان سے مناقشہ کیا، اور ان کو فقہی سمینار میں بھی اظہار خیال کے لئے موقع دیا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ عصری علوم کے ماہرین کی تعداد بہت کم ہوتی ہے، وہ بھی ضرور تاًدو اور تین سے زیادہ نہیں۔ البتہ ۹۸ فیصد تعداد علماء کی ہوتی ہے۔

یہ بات صحیح ہے کہ اکیڈمی فقہی فیصلے قرارات و تجاویز منظور کرتی ہے۔ لیکن وہ اسلامی نقطۂ نظر سے رائے عامہ بھی بناتی ہے۔ ہندوستان میں مدارس اور دار الافتاء کا جو جال پھیلا ہے وہ ایک لمبا پھیلا ہوا سلسلہ ہے۔ علماء کے اثرات سماج پر زیادہ ہیں اس لئے وہ اخبارات و تقاریر کے ذریعہ مختلف ایشوز پر نقطۂ نظر کو بآسانی ملت تک منتقل کر دیتے ہیں۔ یہاں ان تمام طبی مسائل کا بہت ہی اختصار کے ساتھ ذکر پیش خدمت ہے جن پر اکیڈمی نے اپنی رائے پیش کی ہے۔

4.2 اکیڈمی کا مؤقف

بنیادی طور پر مقاصد شریعت کی روشنی میں جان کی حفاظت ایک اہم ترین مصلحت و ضرورت ہے اور حفظ نفس مقاصد شریعت کے اصولوں میں سے ایک اہم اصول ہے، اس لئے طبیب کے سلوک، اس کے طریقہ عمل، طبیب و مریض کے تعلقات

اور طبیب وسماج کے روابط نیز ایک بہتر صاف ستھرے صحت مند، پاکیزہ معاشرہ کے قیام وبقا کے سلسلہ میں طبیب کی ذمہ داری اور اس کا کردار وغیرہ امور زیر بحث آئے۔

اکیڈمی، ڈی این اے ٹیسٹ پر گفتگو کے بعد اس نتیجہ تک پہنچی کہ اس کے ذریعہ سے مجرم کی تلاش اور مجرم کے جرم کی تعیین ہوسکتی ہے اس لئے اس کا استعمال جرائم کے سلسلہ میں تو کیا جاسکتا ہے لیکن عائلی نزاعات میں اکیڈمی نے ڈی این اے ٹیسٹ کو شہادت کے طور پر تسلیم نہیں کیا اور یہ کہا کہ نص سے تعارض کے امکان کے پیش نظر اسے مقدم کرنے کے بجائے موخر کرنا زیادہ بہتر ہے، حالانکہ وضعی قوانین میں ڈی این اے ٹیسٹ کو بطور شہادت تسلیم کیا گیا ہے، البتہ اکیڈمی نے یہ موقف ضرور اختیار کیا کہ اگر کسی بچہ کے بارے میں چند دعوے دار ہوں اور کسی کے پاس واضح شرعی ثبوت نہ ہو تو ایسے بچے کا نسب ڈی این اے ٹسٹ کے ذریعہ متعین کیا جاسکتا ہے۔ حدود وقصاص کے علاوہ دوسرے جرائم کی تفتیش میں ڈی این اے ٹسٹ سے مدد لی جاسکتی ہے اور قاضی ضرورت محسوس کرے تو اس پر مجبور بھی کرسکتا ہے۔

4.3 جنیٹک سائنس

جنیٹک سائنس اصلاً علم التوارث ہے، وہ اللہ کی اس صفت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اللہ تعالی نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا ہے، "ان کل شیٔ خلقناہ بقدر"، سوال یہ ہے کہ وہ تخمینہ اور انداز کیا ہے، سائنس داں کہتے ہیں کہ وہ چیز انسان کے خارج میں نہیں بلکہ داخل میں ہوتی ہے، والدین کے ذریعہ انسان کو جو سالمہ ملتا ہے اور والدین سے اولاد میں منتقل ہوتا ہے اسی کو علم التوارث کہتے ہیں، اس علم نے گذشتہ ساٹھ سالوں میں کافی ترقی کی ہے ان کا استعمال ڈی این اے ٹسٹ میں ہونے لگا، اس ایڈوانس ٹسٹ میں غلطی کے امکانات بہت ہی کم ہوتے ہیں، شاید اسی لئے مغربی ماہرین قانون نے اس ٹسٹ کی اہمیت تسلیم کرلی ہے اور جرم وسزا کے باب میں اس کو بنیاد بناکر فیصلے بھی کئے جارہے ہیں، جنیٹک ٹیسٹ کی ترقی یافتہ شکلوں سے یہ معلوم کرنا ممکن ہوگیا ہے کہ رحم مادر میں نشوونما پانے والا جنین وجود میں آنے کے بعد فلاں فلاں بیماریوں کا شکار ہوسکتا ہے، اسی بناء پر عصر حاضر میں جنیٹک کاؤنسلنگ کا طریقہ متعارف ہوا، اسی جنیٹک سائنس سے اسٹم سیل کی طرف رہنمائی ہوئی، یہ سیل اپنی جگہ بہت اہم ہیں اور ان اسٹم سیل سے علاج معالجہ کے سلسلہ میں فائدہ اٹھایا جارہا ہے، ہندوستان کے شفاخانوں میں بھی بچوں کی پیدائش کے وقت اسٹم سیل کو محفوظ کرنے کا طریقہ اختیار کیا جانے لگا ہے اور اس کو محفوظ کرنے کے لئے ملک کے ہوسپیٹل باقاعدہ فیس بھی لیتے ہیں۔

4.4 جنیٹک سائنس کے سلسلہ میں اکیڈمی کا رجحان

اس سلسلے میں اکیڈمی کا رجحان یہ رہا کہ اسے کوئی حتمی اور قطعی ذریعہ علم قرار نہیں دیا جاسکتا، جو شک وشبہ سے بالاتر ہو، کیونکہ اس کے اندر انسانی غلطی کا احتمال وامکان موجود ہے، ہاں وہ ایک معاون ذریعہ علم ضرور ہے جس کے ذریعہ مستقبل کی پیش

بندی کی جاسکتی ہے اور احتیاط کے طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں یعنی اگر جنیٹک سائنس یہ بتادے کہ آئندہ ہونے والا بچہ معذور، پاگل ہو سکتا ہے، یا دوسری خرابیاں اس میں پیدا ہو سکتی ہیں تو پھر ایسی صورت میں اسقاط حمل کی گنجائش ہو گی، اسی طرح اگر جنیٹک سائنس کے ماہرین یہ بتادیں کہ شادی ہونے کی صورت میں بہتر نسل کے پیدا ہونے کا امکان نہیں پایا جاتا تو رشتہ کو منقطع کیا جانا بہتر ہو گا، اس علم کے ذریعہ امراض سے بچا جاسکتا ہے۔ جنیٹک سائنس کا مثبت استعمال یقینا مفید ہے۔ اسی لئے اکیڈمی نے یہ رائے قائم کی کہ اگر جنیٹک سائنس کے ذریعہ ثابت ہو جائے کہ رحم مادر میں پرورش پانے والا بچہ ایسا ناقص العقل اور ناقص الاعضاء ہے جو ناقابل علاج ہے اور پیدائش کے بعد اس کی زندگی ایک بوجھ اور اس کے اور گھر والوں کے لئے تکلیف دہ رہے گی، تو ایسی صورت میں حمل پر ایک سو بیس دن گذرنے سے پہلے پہلے والدین کے لئے اس کا اسقاط جائز ہے۔ علاج کی غرض سے امراض کی شناخت اور تحقیق کے لئے جنیٹک ٹسٹ کرانا اور اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔

4.5 اسقاطِ حمل پر اکیڈمی کا موقف

اکیڈمی نے اسقاط حمل کے سلسلہ میں بھی واضح موقف اختیار کیا اور یہ کہا کہ اگر ماہر اور قابل اعتماد کی رائے میں اگلا بچہ پیدا ہونے کی شکل میں جان جانے یا کسی عضو کے نقصان پہنچنے کا قوی اندیشہ ہو تو مستقلاً آپریشن کرا دینا درست ہو گا۔ اسی طرح اگر جنیٹک سائنس کے ذریعہ بھی یہ بات معلوم ہو جائے کہ اگلا ہونے والا بچہ معذور ہو گا تو اس کا بھی اسقاط جائز ہو گا۔

اکیڈمی نے طبی اخلاقیات کے ذیل میں جن بنیادی اصولوں کی نشاندہی کی ان میں سے: ۱- ڈاکٹر کا میڈیکل سائنس سے مکمل واقف ہونا، ۲- ڈاکٹر کے لئے مریض کے راز کی حفاظت کی ضرورت ہے، ۳- ڈاکٹروں کا حرام چیزوں کے ذریعہ علاج سے بچنا، ۴- بغیر کسی ناگزیر ضرورت کے ڈاکٹر کا اسقاط (ابرشن) نہ کرنا، ۵- ڈاکٹر کا جنس مخالف کے علاج میں بنیادی اسلامی تعلیمات کا لحاظ، ۶- ڈاکٹر کا مریض کا علاج کرنے میں کسی بھی طرح کے علاقائی، مذہبی، نسلی امتیاز کا شکار نہ ہونا، ۷- مریض کی اجازت کے بغیر اس کے مرض اور علاج سے متعلق کاغذات کی اشاعت نہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

عصر حاضر کے انفجار علم نے ایک نئی دنیا ریسرچ و تحقیق کے ذریعہ قائم کر دی ہے، بایو میڈیکل سائنس اس کا ایک اہم حصہ ہے، چونکہ بایو میڈیکل سائنس میں بہت سارے ایشوز اور عنوانات ایسے ہیں جن پر مغرب و مشرق میں اور مختلف مذاہب کے علماء کے یہاں غور و خوض جاری ہے۔ دراصل اگر انسانی وجود کو فائدہ پہنچانے اور اس کی مصلحت و ضرورت کے اعتبار سے اقدام کرنا ایک خوش آیند قدم ہے۔ لیکن جب انسان اپنے عقل پر اعتماد کرتے ہوئے نظام فطرت کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتا ہے اور ریسرچ و تحقیق کا رخ ادھر موڑنے لگتا ہے کہ وہ انسان یا انسانی اعضاء کو از خود تخلیق کر سکتا ہے اور بنا سکتا ہے یا نئے قسم کے اعضاء کو وجود میں لا سکتا ہے یا وہ حیات و موت کے درمیان فاصلے کو کم کر سکتا ہے یا پھر وہ خود غرضی، مادی منفعت اور اپنے معاشی،

سیاسی، اقتصادی اقتدار اور غلبہ کو بڑھانے کے لیے ان علوم کا استعمال کرتا ہے تو پھر مختلف مذاہب کے علما کے یہاں یہ موضوع اہم بن جاتا ہے کہ وہ اس کی اخلاقی حدود کی نشاندہی کریں اور باقاعدہ اخلاقیات کی تشکیل و تنظیم کریں تاکہ نئی جہت میں ہونے والی کوششوں کو انسانیت کے لیے زیادہ مفید بنایا جاسکے۔ بہر حال یہ بات اہم ہے کہ اسلامی دنیا کے فقہاء تمام نئے مسائل کے سلسلہ میں زیادہ گہرائی کے ساتھ سمجھنا اور جاننا چاہتے ہیں اور شرعی، فقہی اصولوں کی روشن میں مفید و نافع چیزوں کو اجتہاد کے ذریعہ جائز قرار دینے کا رجحان رکھتے ہیں، بشرطیکہ وہ واقعی انسانی زندگی کے لیے مفید ہو۔ یقیناً ہندوستان کے علماء نے فقہ اکیڈمی کے ذریعہ سے مختلف طبی مسائل پر گفتگو کرنے کی کوشش کی ہے، مگر یہ اصلاً ایک ابتدا ہے، وہ مزید نئے ایشوز کو سمجھنا چاہتے ہیں۔

5. خلاصہ مباحث

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا ایک ایسا ادارہ ہے جو انڈیا سمیت پوری دنیا میں جدید مسائل کے حوالے سے بہترین اکیڈمی ہے۔ فقہ اکیڈمی نت نئے پیدا ہونے والے مسائل اور عرف وعادت کی تبدیلی اور تغیر کی وجہ سے مسائل کو استنباط اجتماعی غور و فکر اور مشاورتی اتحاد کے ذریعے کرتی ہے ذرائع ابلاغ کی تیزی اور افادیت نے بھی علماء وفقہاء کو ان ذرائع کے استعمال کی طرف متوجہ کر دیا ہے ہے اس لئے بعض عرف کی مسائل کے حل کے طریقہ کار کو بھی اختیار کرتے ہیں آن لائن فتاوی کے لیے ای میل یا براہ راست عوام کے طریقہ کار کو بھی فقہاء نے بدلتی ہوئی ضروریات اور حالات کو دیکھتے ہوئے اختیار کیا۔

اسلامی فقہ اکیڈمی کے اثرات علمی بھی ہیں اور معاشرتی بھی ہیں۔ کئی جدید مسائل میں اجتہاد کے راستے اس اکیڈمی نے کھولے ہیں اور فقہ کے افراد کے لئے اجتماعی اجتہاد کا راستہ آسان کیا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[1] صائمہ رؤف علی، اجتماعی اجتہاد، تصور ارتقاء اور عملی صورتیں، علمی کتاب گھر، لاہور، 2018ء، ص249

Saima Rauf Alī, Ijtimaeī Ijtihād, Tasawur Irtiqa aur amlī sourtin, Ilmī kitāb ghar, Lahore, 2018, p249

[2] Islamic fiqh Academy India. , Mukhtasar Ta'oorat , retrieved September 04 , 2009 , from http://ifa-india.org/urdu/introduction, html#heading1

[3] صائمہ رؤف علی، اجتماعی اجتہاد، ص249،252

Saima Rauf Alī, Ijtimaeī Ijtihād, p 249-252

[4] Islamic fiqh Academy India, isha'ate programme, retrieved September 04, 2009 , from http://ifa-india.org/urdu/publication _program.html

[5] Islamic fiqh Academy India , Ilme Mansoobay, retrieved September 04, 2009 from http://ifa-india.org/urdu/knowledge_progmram.html

[6] صائمہ رؤف علی، اجتماعی اجتہاد ص252۔253

Saima Rauf Alī, Ijtimaeī Ijtihād, p 252-253

[7] ایضا، ص253

Ibid, p 253

[8] ایضاً، ص253

Ibid, p 253

[9] ایضا، ص254

Ibid, p 254

[10] ایضاً، ص254

Ibid, p 254

[11] ایضا، ص255

Ibid, p 255

[12] تاج الدین الازہری، مجمع البحوث الاسلامیہ، اجتماعی اجتہاد، محمد طاہر منصوری (ایڈیٹر)، ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، 2007ء، ص322

Tāj Uddin Alazharī, Majma albuhus alislāmiyah, ijtimaī ijtihād, Muhammad Tāhir Mansoorī (editor), idāra Tehqiqāt Islamī, Baynul aqwāmī islami university, Islamabad, 2002, p322